

آیا غدیر کا ہدف امام کاتعین تھا ؟

<?xml encoding="UTF-8">

واقعہ غدیر کے مقاصد کے اذہان سے پوشیدہ رہنے کی ایک اور افسوسناک وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے قصیدوں یا تقاریر میں یہ کہتے ہیں کہ روز غدیر اسلامی امت کے لئے امامت کی تعیین کا دن ہے ، روز غدیر ” حضرت امیر المؤمنین - “ کی ولایت کا دن ہے - یہ تنگ نظری اور محدود فکر اس قدر مکرر بیان ہوئیں کہ بہت سے لوگ غدیر جیسے عظیم واقعہ کے دیگر نکات کی طرف توجہ دینے سے قاصر رہے -

کوتاہ نظر ببین کہ سخن مختصر گرفت:

غدیر کے مختلف پہلوؤں پر لوگوں کی جانب سے تنگ نظری : افسوس کہ آج بھی اگر مشاہدہ کیا جائے تو جب بھی روز غدیر کا تذکرہ ہوتا ہے تو ہمارے لوگ اس دن کو صرف ’امام علی - کی ولایت ‘ کی نسبت سے یاد کرتے ہیں اور غدیر کے دیگر اہم اور تاریخ ساز پہلوؤں سے غافل نظر آتے ہیں - غدیر کے اصلی اہداف، نہ ہونے کے برابر تصانیف اور کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں اور جس طرح غدیر کے وسیع اور با مقصد جہتوں کو منابر کے ذریعے اور نماز جمعہ کے خطبوں میں بیان کیا جانا چاہیے بیان نہیں کئے جاتے ، مجلوں اور اخباروں میں بھی صرف ”ولایت امام - کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ روز غدیر لوگوں کے درمیان فقط ولایت علی - کے ساتھ خاص ہو کر رہ گیا ہے۔

۱۔ پہلے سے تعیین شدہ امامت :

شیعہ نظریہ ، یہ ہے کہ حضرت علی - اور انکے گیارہ بیٹوں کی امامت غدیر سے پہلے ہی معین ہو چکی تھی اس دن کہ جب موجودات اور ہماری اس کائنات کی خلقت کی کوئی خبر نہ تھی اس دن کہ جب ابھی تک پیغمبر ان الہی کی ارواح بھی خلق نہ ہوئی تھیں -

جناب رسول خدا [ص] اور پنجن آلِ عبا علیہم السلام کی ارواح خلق ہو چکی تھیں ، جناب رسول خدا [ص] اور حضرت علی - کے وجود کے انوار اس وقت خلق کئے جا چکے تھے کہ جب بھی آدمؑ خلق نہ ہوئے تھے - سارے پیغمبران خدا اپنے خدا ئی انقلاب کی ابتدا میں پنجن آلِ عبا علیہم السلام کے اسمائے مبارک کی قسم کھاتے تھے ، اور سخت مشکلات کے وقت خداوند عالم کو محمدؐ ، علی فاطمہ ، حسن اور حسین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے ناموں کے واسطہ قسم دیتے اور انکی برکت سے توبہ کرتے اور خداوند مٹان کی بارگاہ میں عفو اور بخشش طلب کرتے تھے -

حضرت آدم - نے ان اسمائے مبارک کو جب عرش معلیٰ پر دیکھا؛ انکی نورانیت کی وجہ سے حضرت آدم - کی

آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور خداوند عالم سے ان ناموں کے ذریعے بات کی۔

حضرت نوح - نے انہیں مبارک اسماء کو اپنی کشتی کے تختے پر لکھا اور جب شدید اور سخت طوفان میں گھر گئے تو ان ہی ناموں کا واسطہ دے کر خداوند عالم سے مدد طلب کی، تمام پیغمبران خدا جانتے تھے کہ ایک پیغمبر خاتم [ص] آئیں گے اور انکے اس راستے کو کمال کے درجہ تک پہنچائیں گے، اور اس بات سے بھی واقف تھے کہ آپ [ص] کے بعد آنے والے امام کون ہونگے اور دین و بشریت کو کمال تک پہنچانے میں اُن ائمہ کو کن کن ناگوار حوادث کا سامنا کرنا پڑے گا۔

انہوں نے حضرت علی - کی مظلومیت پر گریہ و زاری کی اور امام حسین - کی کربلا کو یاد کر کے اشک بہائے، ان کے نام اور پیش آنے والے حوادث کو اپنی امتوں کے لئے بیان کئے؛ اسی لئے جب یہودی عالم نے امام حسین - کو گہوارہ میں دیکھا تو اس کو وہ تمام نشانیاں یاد آگئیں جو ذکر کی گئیں تھیں؛ وہ اسلام لے آیا اور امام حسین - کے بوسے لینے لگا۔

تو معلوم ہوا کہ روز غدیر صرف ”تعیین امامت“ کا دن نہیں تھا؛ بلکہ آغاز بعثت میں ہی پیغمبر گرامی [ص] نے امام کو معین کر دیا تھا، جس وقت عالم شیر خواری میں حضرت علی - کو پیغمبر [ص] کے مبارک ہاتھوں میں دیا گیا تو حضرت علی - نے پیغمبر گرامی [ص] پر درود و سلام بھیجا اور قرآن مجید کی کچھ آیات کی تلاوت فرمائی جب کہ بظاہر ابھی قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔

آپ [ص] نے جب بھی اور جہاں بھی ضرورت محسوس کی بارہ ائمہ علیہم السلام کے اسمائے مبارک ایک ایک کر کے بیان فرمائے، اور اپنے بعد آنے والے امام - کو مختلف شکلوں اور عبارتوں کے ذریعے بیان فرمایا، ائمہ علیہم السلام کے ادوار میں رونما ہونے والی سیاسی تبدیلیوں کو آشکار کیا؛ مدینہ کے منبر سے بار بار ائمہ علیہم السلام کے اسماء مبارک انکی تعداد، حالات زندگی، انکے زمانے کے ظالم حکمرانوں اور انکے نابکار قاتلوں کا تعارف کروایا۔

حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے زمانہ غیبت کے بارے میں بار بار بات کی اور غیبت کے دوران انکی راہنمائی کے بارے میں سننے والوں کے اعتراضات کے جواب دئے؛ حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ساری دنیا پر حکومت کے بارے میں اتنا بیان کیا کہ اُموی و عباسی دور میں بعض لوگوں نے اس خیال سے کہ وہ اُمت کے مہدی ہو سکتے ہیں قیام کیا تاکہ جو لوگ حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے انتظار میں ہیں اُن کو آسانی سے گمراہ کیا جاسکے۔ لہذا امامت کا عہدہ خداوند عالم کی جانب سے مقرر کردہ ہے جو

ہمیشہ سے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کرتا رہا ہے اور تا قیام قیامت انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کرتا رہے گا، اگر انسان کی ہدایت ضروری ہے تو امام کا وجود بھی ضروری ہے؛ اور صرف خداوند عالم کی پاک اور بابرکت ذات ہی پیغمبروں اور ائمہ - کا تعین اور انتخاب کر سکتی ہے۔ (واللہ اعلم حین یجعل رسالتہ)

خداوند عالم سب سے زیادہ آگاہ ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے؛ کیونکہ ایک انسان کے لئے دوسرے انسان کی شناخت مشکل ہے اور وہ ایک دوسرے کے باطن سے آگاہی حاصل نہیں کر سکتے، لہذا اسی دلیل کے تحت کہ جس کے تحت خدا کے پیغمبروں کا انتخاب اور چناؤ خدا کی طرف سے ہوتا ہے ائمہ معصومین علیہم السلام کا تعین اور انتخاب بھی خداوند عالم کی جانب سے ہے اور فرشتہ وحی کے توسط سے رسول خدا [ص] پر ابلاغ حکم ہوا۔

واقعیت یہ ہے کہ اس حقیقت (تعیین امامت) کا غدیر کے دن سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ آغاز بعثت ہی میں اس کو ذکر کیا جا چکا تھا؛ ہجرت کے دوران اور مختلف جنگوں کے درمیان رسول گرامی اسلام [ص] نے امامت کا

تعیّن اور تعارف کروا دیا تھا جب حضرت زہرا علیہا سلام کے یہاں امام حسین - کی ولادت کا وقت نزدیک آیا تو جناب ختمی مرتبت [ص] نے حضرت زہرا علیہا سلام کو خبر دی کہ تمہارے یہاں بیٹے کی ولادت ہو گی اور اسکا نام حُسن - ہوگا جس کا ذکر گذشتہ آسمانی کتابوں میں آچکا ہے جناب زہرا علیہا سلام کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور جب آپؑ نے امام حُسن - کی کربلا میں شہادت کی خبر دی تو جناب زہرا علیہا سلام نے فرمایا:

” يَا ابْنَاهُ مَنْ يَقْتُلُ وَلَدِيَّ وَ قُرَّةَ عَيْنِي وَ ثَمَرَةَ فُؤَادِي ؟ قَالَ [ص] ! شَرُّ أُمَّةٍ مِنْ أُمَّتِي . قَالَتْ ! يَا ابْنَاهُ إِقْرَأْ جِبْرِئِيلَ عَنِّي السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ يُقْتَلُ ؟ (۱) قَالَ [ص] فِي مَوْضِعٍ يُقَالُ لَهُ كَرْبَلَا !! ()

اے بابا جان! میری آنکھوں کے قرار اور دل کے ثمر بیٹے کو کون قتل کریگا؟ آپ [ص] نے فرمایا: میری امت کے سب سے زیادہ بدترین اور بُرے لوگ، دوبارہ پوچھا: اے بابا جان: جبرئیل کو میرا سلام کہیے اور پوچھیے کہ میرے بیٹے حُسن - کو کس جگہ شہید کیا جائے گا؟ جناب رسول خدا [ص] نے فرمایا اس سر زمین پر جس کو کربلا کہا جاتا ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زہرا علیہا سلام نے فرمایا :

” يَا اَبَةَ سَلَمْتُ وَ رَضِيْتُ وَ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ ” اے بابا جان: میں خواستہ خدا پر تسلیم اور راضی ہوں اور خداوند عالم کی ذات پر توکل کرتی ہوں (۲) جب جناب زہر 236 کے یہاں حضرت امام حُسن - کی ولادت ہونے والی تھی خدا کے رسول [ص] نے اپنی بیٹی کو اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ: (حضرت جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ ؛ تمہارا بیٹا کربلا میں شہید کر دیا جائے گا ۔)

جناب فاطمہ علیہا سلام نے انتہائی غم و اندوہ کے عالم میں ارشاد فرمایا:

(لَيْسَ لِي فِيهِ حَاجَةٌ يَا اَبَه) اے بابا جان ! مجھے ایسے بیٹے کی کوئی حاجت نہیں ہے ۔

جناب رسول خدا [ص] نے فرمایا: (میری بیٹی تمہارا یہ بیٹا حُسن - ہے اور نو معصوم امام اس کے وجود سے پیدا ہونگے جو دین خدا کی بقا کا سبب ہونگے ۔)

جناب زہرا علیہا سلام نے فرمایا: ” يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِيْتُ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ ” (اے خدا کے رسول [ص]! میں خداوند بزرگ و برتر سے راضی ہوں) (3) اس قسم کے اظہارات بہت سطحی فکر اور کوتاہ نظری ہیں کہ یہ کہا جائے : غدیر خم کے دن لوگوں کی امامت مشخص ہوئی، غدیر کا دن امامت کے تعین کا دن ہے ۔ غدیر کا دن ولایت کے تعین کا دن ہے ، کیونکہ امامت، رسالت ہی کی طرح الہی اصولوں میں سے ایک اصل ہے جو خلقت کے آغاز میں ہی معین ہو گئی تھی اور گذشتہ پیغمبروں کی لائی ہوئی آسمانی کتابوں میں اس کو بیان کر دیا گیا تھا ، اور بعثت سے غدیر تک سینکڑوں بار بے شمار احادیث و روایات میں پیغمبر گرامی اسلام [ص] نے جہاں والوں کی رہنمائی کرتے ہوئے امامت کا تعارف کروا دیا تھا۔

۲۔ لوگ اور انتخاب :

یہ درست ہے کہ شیعوں کے امام خداوند عالم کی طرف سے پہلے سے ہی منتخب ہو گئے تھے اور بعثت کے بعد سے ہر اہم مقام اور موقع پر خود رسول گرامی اسلام [ص] کی زبانی انکا تعارف ہو چکا تھا لیکن ابھی بھی یہ کام مکمل نہیں ہوا کہیں لوگ خود امام کا انتخاب نہ کر لیں ، اور اپنی کج فکری اور گمراہی کے سبب ائمہ معصومین علیہم السلام کی امامت کو قبول نہ کریں نیز اسلام کی اصلی ثقافت اور امامت کے درمیان فاصلہ ڈال دیں اور

حضرت علیؑ اور باقی اماموں کی بیعت نہ کریں تو رسول اکرم [ص] کا بتا یا ہوا راستہ خطرے میں پڑ جائیگا اور پیغمبر اسلام [ص] کی رسالت ان تمام زحمتوں اور قربانیوں کے باوجود نامکمل رہے، چنانچہ خداوند عالم نے بھی ہوشیار کرنے والے کلمات کے ساتھ فرمایا:

(وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَكَ)

اور اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو میری رسالت کا کوئی کام نہیں کیا اگر لوگ امام برحق کی بیعت نہ کریں اور امام کو لوگوں کی حمایت حاصل نہ ہو تو امام سیاسی طاقت اور قدرت اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا، بعنوان امام اور حاکم دستور نہیں دے سکتا؛ امر و نہی نہیں کرسکتا حکومتی کام انجام دینے والے افراد کا تعین نہیں کرسکتا۔ یہ جو سیاسی جماعتوں کے سربراہوں، جاہ طلب منافقوں اور سقیفہ کے مکاروں نے غدیر کے دن تک سکوت اختیار کیا اور کوئی خطرناک اقدام نہیں کیا صرف اس وجہ سے تھا کہ ابھی تک امت کی رہنمائی و رہبری کا مسئلہ تحریر و تقریر تک محدود تھا، صرف رسول خدا [ص] کی تقاریر میں ولایت امیرالمؤمنین - کا ذکر ہوا تھا اور وہ لوگ بھی تحمل کر رہے تھے -

لیکن غدیر کے دن، اس عظیم اور کم نظیر اجتماع کے درمیان اور چونکا دینے والی خصوصیات کے ساتھ؛ سب نے دیکھا کہ جناب رسول خدا [ص] نے صرف خطبہ اور بیان پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عملاً سب سے پہلے حضرت علیؑ کا ہاتھ بلند کر کے خود بیعت کی اور اسکے بعد سب لوگوں کو حضرت علیؑ کی بیعت کرنے کا دستور دیا اور آخر کار ایک زیبا اور شاندار بیعت وجود میں آئی، مخالفین اور منافقین بھی ایسے حالات اور شرائط سے ڈچار ہو گئے تھیکہ اب انکے پاس سوائے بیعت کرنے کے اور کوئی چارہ باقی نہ رہ گیا تھا، یہاں انکی خواہشات کو ٹھیس پہنچی اور انہوں نے اپنی تمام سیاسی آرزوؤں اور شیطانی امیدوں پر پانی پھرتا محسوس کیا، وہ یہ بات صاف طور پر محسوس کر رہے تھے کہ اب انکے لیے اور حکومت کے پیاسے سیاستدانوں کی لئے کوئی مقام نہیں ہے اور یہ کہہ رہے تھے کہ!

علیؑ - خدا کی طرف سے بھی معین ہوئے ہیں اور پیغمبر اسلام [ص] نے بھی انکی بیعت کی ہے اور سارے مسلمانوں نے بھی انکی بیعت کی ہے، عقلی اور عقیدتی حمایت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی سیاسی حمایت بھی ہے، اور پھر فرشتہ وحی نے بھی انہیں کو معین کیا ہے اور اس طرح حضرت علیؑ کے لیے عمومی بیعت نے حقیقت کا روپ بھی دھارا ہے۔ لہذا پیغمبر اسلام [ص] کے بعد سیاسی طاقت اور حکومت حاصل کرنے کے تمام راستے اور طریقے بند ہیں، اب اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ پیغمبر [ص] کو قتل کر دیا جائے اور (سازشی اور قابل نفرتین) تحریر لکھی جائے، اسکے علاوہ کوئی چارہ باقی نہیں رہ گیا کہ ایک فوجی بغاوت کی جائے اور مخالفوں کا قتل عام کیا جائے، اگر غدیر کے دن عمومی بیعت نہ ہوئی ہوتی تو منافق اور سیاسی جماعتوں کے سربراہ اتنے غضب ناک نہ ہوتے اور رسول خداؐ کے مسلحانہ قتل کا منصوبہ نہ بناتے، لہذا غدیر کا دن صرف تعیین امامت کا دن نہیں تھا بلکہ: روز غدیر ”امام اور عترت کی ولایت“ کے تحقق کا دن تھا، غدیر کا دن مسلمانوں کی حضرت علیؑ کے ساتھ اور دوسرے ائمہ کے ساتھ تا قیامت عمومی بیعت کا دن تھا۔

غدیر کا دن وہ دن ہے! جس دن رسول خدا [ص] کے بعد مسلمانوں کی رہبری اور امامت کا مسئلہ روشن ہوا؛ خاندان علی ابن ابی طالب - سے گیارہ ائمہ کی تا قیامت جاری رہنے والی امامت کا اعلان ہوا اور اس سلسلے میں عمومی بیعت لی گئی، ولایت کے غاصبوں پر لعنت ملامت ہوئی اور امامت و رہبری کے تعین اور مسلمانوں کی قیامت تک کے لئے بیعت عام نے راہ رسالت کو دوام بخشا۔

۳۔ تحقق امامت کے مراحل :

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں چونکہ خداوند عالم نے امام کو چنا اور معین فرمایا تھا اور رسول اسلامؐ نے بھی اس امر کی تبلیغ کر دی تھی تو بس یہ کافی ہے ، ائمہ معصومین علیہم السلام (حضرت امیرالمؤمنین - سے لے کر حضرت مہدی 'عجل فرجہ الشریف ' تک) انسانوں کے امام ، رہبر اور پیشوا خدا کی طرف سے منصوب کئے گئے ہیں ۔ اُمت مسلمہ کے حقیقی اور واقعی رہبر تو ائمہ ہیں ؛ چاہے لوگ انکو منتخب کریں یا نہ کریں ، چاہے ظاہری امامت کے حامل ہوں یا نہ ہوں سیاسی قدرت کو اسلامی معاشرے میں اسلامی آئین و قوانین کا اجرا کریں یا نہ کریں یہ نظریہ اور طرز تفکر ” شخصی اعتقاد “ کے لحاظ سے تو صحیح ہے حضرت علی - اور دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام جہان کی خلقت کے شروع ہونے سے بھی پہلے منتخب ہو چکے تھے اور انکے بابرکت اور نورانی اسماء دیگر آسمانی کتابوں بھی ذکر کئے گئے ہیں چاہے لوگ ان بزرگوں اور رہبران حق کو پہچانے یا نہ پہچانے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جب حضرت علی - کو غربت و فقر کی ہی زندگی گزارنی ہے اور سیاسی طاقت اپنے ہاتھ میں نہیں لینی ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ لوگ انکو پہچانے یا نہ اور ان کے مقام و منزلت سے واقف ہوں یا نہ؟ کیونکہ امام علی - کو خداوند عالم نے منتخب کیا ہے اور وہ تمام لیاقتیں اور اوصاف جو ایک امام برحق میں ہونا ضروری ہیں ان سب کے حامل ہیں ، اس بات پر یقین اور اعتقاد بھی محکم ترین عقائد میں سے ایک ہے، لیکن اس عقیدے کا اجتماعی فائدہ کیا ہے ؟ مقامِ اجراء میں اس کی کیا حیثیت ہے ؟

اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے ایک ماہر طبیب اور قابل و لائق ڈاکٹر ایک شہر میں گوشہ نشینی اختیار کر لے اور غریبانہ ، تنہا اور گمنام زندگی گزارے جبکہ مختلف امراض میں مبتلا ہزاروں مریض اس طبیب کے علاج و درمان سے محروم رہیں معا لجے کے لئے اس کا انتخاب نہ کریں ، اس کے پاس نہ جائیں اور اس کے علم و دانش سے استفادہ نہ کریں ۔

سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ امام اسلامی حکومت کی سیاست میں عمل دخل رکھتا ہو سیاسی قدرت اس کے ہاتھ میں ہو اور احکام دین کا اجرا ہو ، اجتماعی عدالت کا تحقق اور اس میں توسیع ہو، وہ کون ہے جسے احکام الہی کی تفسیر کرنی چاہیے،

وہ کون ہے جسے اسلامی اقتدار کو اسلامی معاشرے پر حاکم بنانا چاہیے ، وہ کون ہے جسے حدود الہی کا پاس رکھتے ہوئے اسلامی معاشرے پر قانون لاگو کرنا چاہیے وہ کون ہے جو قصاص کرے ، شرعی حد جاری کرے ، وجوہات شرعی کی جمع آوری کرے اور صلح و جنگ میں رہنمائی کرے، خدا اور اسکے فرشتے تو مسلمانوں کی سیاسی اور اجرائی قدرت کو عملاً اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے ، لہذا خدا کے منتخب بندوں کو ہونا چاہیے جو معاشرے میں یہ سارے امور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیں لیکن کون اور کیسے ؟۔

یہیں پر لوگوں کا انتخاب اپنا کردار ادا کرتا ہے لوگوں کا قبول کرنا امام کی سیاسی اور اجرائی قدرت کیلئے موثر ہوتا ہے لہذا اس بنا پر امامت کا تحقق پانا چند مراحل میں بہت اہم اور ضروری ہے جیسے۔

اوّل - انتخاب الہی :

کیونکہ لوگ انسان شناس نہیں ہیں اور دوسروں کے باطنی رموز و اسرار سے واقفیت نہیں رکھتے ، لہذا امام برحق کا انتخاب خداوند عالم کو کرنا چاہیے جو کہ خالق انسان بھی ہے اور اسکی باطنی کیفیت سے بھی آگاہ ہے ۔
(اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رَسًا لّٰتِه)

(خداوند عالم بہتر جانتا ہے کہ رسالت و امامت کو کس خاندان میں قرار دے ، خداوند عالم نے ہی تمام قوموں کے لئے پیغمبروں اور اماموں کا انتخاب کیا ہے اور انکا تعارف کرایا ہے ۔

دوّم - پیغمبر ن خدا کا اعلان :

خداوند عالم کے انتخاب کر لینے کے بعد آسمانی رہنماؤں اور ائمہ معصومین علیہم السلام کا تعارف خدا کے پیغمبروں کے توسط سے ہونا چاہیے ، انکی اخلاقی خصوصیات کا ذکر ہونا چاہیے ، انکی اجرائی اور سربراہی طاقت کو لوگوں کے درمیان بیان ہونا چاہیے ، تاکہ یہ برگزیدہ ہستیاں پیغمبر خاتم [ص] کے بعد سے تا قیام قیامت امت کی رہنمائی کر سکیں اور احکام خداوند عالم کو معاشرے میں عام کر سکیں۔
چنانچہ جناب امیر المؤمنین - نے ارشاد فرمایا:

”وَحَلَفَ فِيكُمْ مَا خَلَفَتِ الْأَنْبِيَاءُ فِي أُمَمِهَا، إِذْ لَمْ يَتْرُكُوهُمْ هَمَلًا، بِغَيْرِ طَرِيقٍ وَاضِحٍ وَلَا عِلْمٍ قَائِمٍ.“ رسول گرامی اسلام [ص] نے تمہارے درمیان ایسے ہی جانشین مقرر کئے جیسے کے گذشتہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امت کے لئے مقرر کئے کیونکہ وہ اپنی امت کو سرگردان اور لاوارث چھوڑ کر نہیں گئے ، واضح و روشن راستہ نیز محکم نشانیاں بتائے بغیر لوگوں کے درمیان سے نہیں گئے ۔ (۱)

لیکن اب بھی منتخب ائمہ کی ولایت عمل و اجرا کے لحاظ سے نامکمل ہے کیونکہ اگر خداوند عالم معصوم رہنماؤں کا انتخاب بھی کر لے اور اسکا رسول [ص] انکا ابلاغ بھی کر دے لیکن مقام عمل اور میدان زندگی میں لوگ انکو قبول نہ کرتے ہوں تو ولایت کا وقوع معاشرے میں نا تمام و نا مکمل ہے ۔ اس لئے ایک تیسرے عامل (لوگوں کا انتخاب) کا وجود لازمی و ضروری ہے۔

سوّم - لوگوں کی بیعت عام:

اگر لوگ انتخاب الہی اور پیغمبر خدا [ص] کے ابلاغ کے بعد راستے کو پہچان لیں ، اپنے امام برحق کو چن لیں ، کاربائے امامت میں ممد و معاون ہوں ، اپنے امام کا دل و جان سے انتخاب کریں ، اسلامی اقدار کے تحقق کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں اور شہادت کی آرزو کے ساتھ امام کے حکم جہاد کو بجا لانے میں دریغ نہ کریں ، عقیدے و یقین میں بھی اور زندگی کے میدان عمل میں بھی امام پر ایمان رکھتے ہوں تب ہی امامت کا تحقق اور ایک واقعی وجود قائم ہوتا ہے ، امام کو احکام الہی کے اجراء کی قدرت و طاقت ملتی ہے اور انسانوں کی میدان زندگی میں دین خدا کو وجود ملتا ہے ۔
جیسا کہ امام - نے فرمایا !

”امَاوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، لَوْلَا حُضُورُ الْحَاضِرِ وَقِيَامُ الْحُجَّةِ بِوُجُودِ الْتَّائِصِ، وَمَا اخَذَ اللَّهُ عَلَى الْعُلَمَاءِ إِلَّا يُفَاوُضُوا عَلَى كِطَّةٍ ظَالِمٍ، وَلَا سَعْبٍ مَظْلُومٍ، لَا لَقَيْتُ حَبْلَهَا عَلَى غَارِبِهَا، وَلَسَقَيْتُ آخِرَهَا بِكَأْسٍ أَوَّلِهَا، وَلَا لَفَيْتُمْ دُنْيَاكُمْ هَذِهِ ا زُهْدَعِنْدِي مِنْ عَقْطَةِ عَنَزٍ!“(5)

اس خدا کی قسم! کہ جس نے دانے میں شگاف ڈالا اور جان کو خلق کیا ، اگر بیعت کرنے والوں کی بڑی تعداد حاضر نہ ہوتی اور چاہنے والے مجھ پر حجّت تمام نہ کرتے اور خدا وند عالم نے علماء سے عہد و پیمان نہ لیا ہوتا کہ وہ ظالموں کی ہوس اور شکم پری، اور مظلوموں کی گرسنگی پر خاموشی اختیار نہ کریں تو میں آج بھی خلافت کی رسی انکے گلے میں ڈال کر ہا نک دیتا اور خلافت کے آخر کو اول ہی کے کاسہ سے سیراب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ تمہاری دنیا میری نظر میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ بے قیمت ہے ۔ (6)

اگرانتخاب الہی وابلان ر سا لت کے بعدلوگ ائمہ معصومین کو قبول نہ کریں اور امام برحق کو تنہا چھوڑ دیں یا قتل کر دیں تو اس صورت میں امامت اور ولایت کا تحقق نہیں ہو گا اور امام سیاسی طور پر لوگوں میں حاضر نہیں ہو سکتے اور کوئی بھی ان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل نہیں کرے گا اور اگر فرمان صادر فرمائیں گے تو کوئی اطاعت نہیں کرے گا۔

حضرت علی ۔ نے فرما یا :

دَعُونِي وَالتَّمِسُوا غَيْرِي ، فَإِنَّهُ مُسْتَقْبِلُونَ أَمْرًا لَهُ وَجُوهٌ وَالْوَأْنُ ، لَا تَقُومُ لَهُ الْقُلُوبُ ، وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُولُ وَإِنْ الْإِفَاقُ قَدْ أَغَامَتْ ، وَالْمَحَجَّةُ قَدْ تَنَزَّكَتْ وَاعْلَمُوا أَنِّي إِنْ أَجَبْتُكُمْ رَكْبَتْ بِكُمْ مَا أَعْلَمُ وَلَمْ أَصْغِ لِـ لِي قَوْلِ الْقَائِلِ وَعَتَبِ أَلْعَا تَبَ وَإِنْ تَرَكْتُمُونِي فَإِنَّا كَأَحَدِكُمْ ، وَلَعَلِّي أَسْمَعُكُمْ وَأَطُوعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوهُ أَمْرَكُمْ ، وَ أَنَا لَكُمْ وَزِيرًا ، خَيْرُكُمْ مِنِّي أَمِيرًا : (7)

جب لوگوں نے قتل عثمان کے بعد آپ کی بیعت کا ارادہ کیا تو آپ نے فرما یا: مجھے چھوڑ دو جاؤ کسی اور کو تلاش کر لو (8) ہمارے سامنے وہ معاملہ ہے جس کے بہت سے رنگ اور رخ ہیں جن کی نہ دلوں میں تاب ہے اور نہ عقلیں انہیں برداشت کر سکتی ہیں دیکھو افق کس قدر ابر آلود ہے اور راستے کس قدر انجانے ہیں ، یاد رکھو اگر میں نے تمہاری بیعت کی دعوت کو قبول کر لیا تو تمہیں اپنے علم ہی کے راستے پر چلاؤں گا اور کسی کی کوئی بات اور سرزنش نہیں سنوں گا لیکن اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو تمہارے ہی ایک فرد کی طرح زندگی گزاروں گا بلکہ شاید تم سب سے زیادہ تمہارے حاکم کے احکام کا خیال رکھوں میں تمہارے لئے وزیر کی حیثیت سے ا میر کی بہ نسبت زیادہ بہتر رہوں گا (9) نا پختہ اور سست عقائد کے مالک کوفیوں کی سرزنش کرتے ہوئے ایک تقریر میں حضرت امیر المؤمنین ۔ نے واضح طور پر اساسی اور بنیادی اصل کی طرف اشارہ فرمایا کہ اگر لوگ امام کی اطاعت نہ کریں تو امام عملاً ایک اسلامی معاشرہ میں معاشرہ ساز فعالیت نہیں انجام دے سکتا۔

* : امیر المؤمنین ۔ کے اس ارشاد سے تین باتوں کی مکمل وضاحت ہوتی ہے۔ (خطبہ ۹۲ نہج البلاغہ)

۱۔ آپ ۔ کو خلافت کے سلسلے میں کوئی حرص اور طمع نہیں تھی اور نہ ہی آپ ۔ اس سلسلے میں کسی قسم کی تگ و دو کرنے کے قائل تھے ۔ الہی عہدہ عہدیدار کے پاس آتا ہے عہدیدار خود اسکی تلاش میں نہیں جاتا۔
۲۔ آپ ۔ کسی قیمت پر اسلام کی تباہی برداشت نہیں کر سکتے تھے آپ کی نظر میں خلافت کا لفظ اپنے اندر مشکلات اور مصائب لئے تھا اور قوم کی طرف سے بغاوت کا خطرہ نگاہ کے سامنے تھا لیکن اسکے باوجود اگر ملت کی اصلاح اور اسلام کی بقاء کا دارومدار اس خلافت کو قبول کرنے میں ہے تو آپ اس راہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے آمادہ و تیار ہیں ۔

۳۔ آپ ۔ کی نگاہ میں امت کے لئے ایک درمیانی راستہ وہی تھا جس پر آج تک چل رہی تھی کہ اپنی مرضی سے

ایک امیر چن لے اور وقتاً فوقتاً ضرورت پڑنے پر آپ - سے مشورہ کرتی رہے آپ - مشورہ دینے سے بہر حال گریز نہیں کرتے ہیں جس کامسلسل تجربہ ہو چکا ہے ، اور اس مشاورت کو آپ نے وزارت سے تعبیر کیا ہے ، وزارت فقط اسلامی مفاد تک بوجھ بانٹنے کے لیے حسین ترین تعبیر ہے ، ورنہ جس حکومت کی امارت قابل قبول نہیں اسکی وزارت بھی قابل قبول نہ ہوگی ۔(مترجم)

”10یا اَشْبَاهَ الرِّجَالِ وَلَا رِجَالَ! حُلُومُ الْأَطْفَالِ، وَعُقُولُ رَبَّاتِ الْجِبَالِ لَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَرَكُمْ وَلَمْ أَعْرِفْكُمْ مَعْرِفَةً وَاللَّهِ جَرَّتْ نَدَمًا وَاعْقَبَتْ سَدًا مَا قَاتَلْتُكُمْ اللَّهُ! لَقَدْ مَلَأْتُمْ قَلْبِي قَيْحًا وَشَحْنَتُمْ صَدْرِي غَيْظًا وَجَرَعْتُمُونِي نُعَبَ التَّهْمَامِ انْفَاسًا وَأَفْسَدْتُمْ عَلَيَّ رَأْيِي بِالْعِصْيَانِ وَالْخِذْلَانِ حَتَّى لَقَدْ قَالَتْ قُرَيْشٌ إِنَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ رَجُلٌ شُجَاعٌ، وَلَكِنْ لَأَعْلَمَ لَهُ بِالْحَرْبِ لِلَّهِ أَبُوهُمْ وَهَلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَشَدُّ لَهَا مِرَاسًا وَاقْدَمَ فِيهَا مَقَامًا مِنِّي لَقَدْ نَهَضْتُ فِيهَا وَمَا بَلَغْتُ الْعِشْرِينَ وَهَآنَذَا قَدْ ذَرَفَتْ عَلَى السَّيِّئِينَ وَلَكِنْ لَا رَأْيَ لِمَنْ لَا يُطَاعُ.“ (۱)

ترجمہ (اے مرد وں کی شکل و صورت والو! اور واقعا نا مردو ، تمہاری فکریں بچوں جیسی اور تمہاری عقلیں حجلہ نشین دلہنوں جیسی ہیں میری خواہش تھی کاش میں تمہیں نہ دیکھتا اور تم سے متعارف نہ ہوتا، جس کا نتیجہ صرف ندا مت اور رنج و افسوس ہے اللہ تمہیں غارت کرے تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا، اور میرے سینہ کو رنج و غم سے چھلکا دیا ہے ، تم نے ہر سانس میں ہم و غم کے گھونٹ پلائے ، اور اپنی نافرمانی اور سرکشی سے میری رائے کو بھی بیکار و بے اثر بنا دیا ہے ، یہاں تک کہ اب قریش والے یہ کہنے لگے ہیں کہ فرزند ابو طالب ۔ بہادر تو ہیں لیکن انہیں فنون جنگ کا علم نہیں ہے ،

اللہ ان کا بھلا کرے ، کیا ان میں کوئی بھی ایسا ہے ، جو مجھ سے زیادہ جنگ کا تجربہ رکھتا ہو ، اور مجھ سے پہلے سے کوئی مقام رکھتا ہو ، میں نے جہاد کے لئے اس وقت قیام کیا ہے جب میری عمر ۲۰ سال بھی نہیں تھی اور اب تو (۶۰) سال ہو چکی ہے لیکن کیا کیا جائے جس کی اطاعت نہیں کی جاتی اس کی رائے بھی کوئی رائے نہیں ہوتی ۔

اب اس مقام پر یعنی انتخاب الہی اور ابلاغ پیغمبر اکرم [ص] کے بعد لوگوں کی عمومی بیعت اور ملت کا انتخاب احکام الہی کے اجرا میں اپنا اہم کردار ادا کرتا ہے اور حکومت امام کے لئے عملی راہ فراہم کرتی ہے ، غدیر خم کے روزہ تینوں مراحل بخوبی اور تمام تر زبیبوں کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچے یہاں تک کہ حکومت کے پیاسوں کے دلوں میں دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی انہوں نے جو کچھ بھی چاہا انجام دیا ، اور تاریخ میں ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو بد نام کر لیا کیونکہ :

الف: خداوند عالم کے انتخاب کا تحقق فرشتہ وحی کے توسط سے آیات کی صورت میں (بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ) اور (اليوم اكملت لكم دينكم) کے نزول کے ساتھ ہوا۔

ب: وحی الہی کا ابلاغ اس عظیم و کم نظیر اجتماع میں پیغمبر اکرم [ص] کے توسط سے انجام پایا: ج: مردوں اور عورتوں پر مشتمل عمومی بیعت تا دم صبح جاری رہی اور بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی کیونکہ امامت کو اس کا صحیح وارث اور مقام مل گیا اور لوگوں کی عمومی بیعت بھی انتخاب الہی کے لئے حامی واقع ہوئی ؛ لوگوں کا انتخاب ، انتخاب الہی اور رسول خدا [ص] کی ابلاغ و اعلان نے ایک ساتھ مل کر امامت کو پائدار اور زندہ و جاوید کیا ؛ تو اس وجہ سے منافقین اور حاسدین غضبناک ہو گئے ، یہاں تک کہ ایک شخص نے موت کی آرزو کی اور آسمان سے ایک پتھر نے آکر اس کو نیست و نابود کر دیا۔

بعض گروہ آپ [ص] کے قتل کے درپے ہو گئے لیکن خدائی امداد نے انہیں ناکام اور رسوا کر دیا اور بعض دوسروں نے وہ شرمناک اور قابل مذمت تحریر لکھی کہ جس کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے تھے ؛ لیکن آخر کار ان کے پاس سکوت اختیار کرنے ، بغض و نفاق اور شیطانی انتظار کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ تھا یہاں تک کہ جناب رسول خدا [ص] کی وفات کے بعد تمام بغض اور کینہ توزیوں کو یکجا کر کے جو بھی چاہا ایک مسلحانہ بغاوت (فوجی بغاوت) کی صورت میں انجام دیا۔

لہذا یہ غدیر کا دن صرف ”امام کے تعین“ کا دن نہ تھا کیونکہ مسلمانوں کا امام غدیر کے عظیم واقعہ سے پہلے ہی معین ہو چکا تھا اور حضرت امیر المؤمنین - کے بعد آنے والے ائمہ علیہم السلام کا ناموں کے ساتھ تعارف کروایا جا چکا تھا ؛ کسی کو امامت اور ائمہ علیہم السلام کے ناموں میں کوئی شک و شبہ نہیں تھا، غدیر کے دن (مسلمانوں کی عمومی بیعت) اور خود جناب رسول خدا [ص] کی حضرت علی - کے ساتھ بیعت نے حقیقت کا روپ اختیار کیا اور منکرین ولایت کے لئے تمام راستے بند کر دئے تاکہ آفتاب ولایت کا انکار نہ کر سکیں ۔

.....

(1)۔ جعفر بن محمد القراری معنعناً عن ابی عبد اللہ ۔

(2)۔ (الف) تظلم الزہراء علیہا سلام ، ص ۹۵

(ب) بحار الانوار ، ج ۲۴ ص ۲۶۲ : علامہ مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ ہ)

(ج) تفسیر فرات الکوفی ، ص ۵۵ : فرات الکوفی (متوفی ۳۰۰ ہ)

(3)۔ (الف) بحار الانوار ، ج ۲۵ ص ۲۲۱/۳۳۳/ ۲۴ اور ج ۲۳ ص ۲۷۲ اور ج ۳۶ ص ۱۵۸ : علامہ مجلسیؒ

(ب) علل الشرایع ، ص ۷۹ : شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۱ ہ)

(ج) کمال الدین ، ج ۲ ص ۸۷ : شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۱ ہ)

(د) تفسیر البرہان ، ج ۲ ص ۱۷۳ : علامہ بحرانی اصفہانی (متوفی ۱۱۰۷ ہ)

(4)۔ خطبہ ۱/ ۲۲ : نہج البلاغہ معجم المفہرس مؤلف ۔ اسناد و مدارک

۱۔ عیون المواعظ والحکم : واسطی (۲۵۷) میں لکھی گئی)

۲۔ بحار الانوار ، ج ۷۷ ، ص ۳۰۰ / ۲۲۳ : مرحوم علامہ مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ ہ)

۳۔ ربیع الابرار (باب السماء والکواکب) : زمخشری (متوفی ۵۳۸ ہ)

۴۔ شرح نہج البلاغہ ، ج ۱ ، ص ۲۲ : قطب راوندی (متوفی ۵۷۳ ہ)

۵۔ تحف العقول : ابن شعبہ حرانی (متوفی ۳۸۰ ہ)

۶۔ اصول کافی ، ج ۱ ، ص ۱۴۰/۱۳۸ : مرحوم کلینیؒ (متوفی ۳۲۸ ہ)

۷۔ الاحتجاج ، ج ۱ ، ص ۱۵۰/ ۱۹۸/ ۲۰۹ : مرحوم طبرسیؒ (متوفی ۵۸۸ ہ)

۸۔ مطالب السؤل : محمد بن طلحہ شافعی (متوفی ۶۵۲ ہ)

۹۔ دستور معالم الحکم ، ص ۱۵۳ : قاضی قضاعی (متوفی ۲۵۲ ہ)

۱۰۔ تفسیر فخر رازی ، ج ۲ ، ص ۱۶۲ : فخر رازی (متوفی ۶۰۶ ہ)

۱۱۔ الحکمة و المواعظ : ابن شاکر واسطی (۲۵۲) میں تدوین ہوئی)

۱۲۔ ارشاد ، ج ۱ ، ص ۱۰۵/۲۱۶/۲۱۷ : شیخ مفیدؒ (متوفی ۴۱۳ ہ)

۱۳۔ توحید ، ص ۲۲ : شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۰ ہ)

١٢. عيون الاخبار : شيخ صدوق^٢ (متوفى ٣٨٠ هـ)
١٥. أمالي ، ج ١ ، ص ٢٢ : شيخ طوسي^٢ (متوفى ٢٦٠ هـ)
١٦. كتاب أمالي ، ص ٢٠٥ : شيخ صدوق^٢ (متوفى ٣٨٠ هـ)
١٧. اختصاص ، ص ٢٣٦ : شيخ مفيد^٢ (متوفى ٢١٣ هـ)
١٩. تذكرة الخواص ، ص ١٥٤ : ابن جوزي (متوفى ٦٥٢ هـ)
٢٠. كتاب البدء والتاريخ ، ج ١ ، ص ٤٢ : مقدسي (متوفى ٣٥٥ هـ)
٢١. بحار الانوار ، ج ٢ ، ص ٣٢/٢٢ / ٥٣ / ٥٢ : علامه مجلسي^٢ (متوفى ١١١٠ هـ)
٢٢. كتاب محاسن : علامه برقي (متوفى ٢٤٢ هـ)
٢٣. بحار الانوار ، ج ٢ ، ص ٥٣/٥٢ / ٢٢/٣٢ / ٣٠٢/٢٨٥ / ٢٢٤ : علامه مجلسي (متوفى ١١١٠ هـ)
٢٤. بحار الانوار ، ج ١٠ ، ص ١١٨ / ج ١١ ، ص ٦٠/١٢٢ : علامه مجلسي^٢ (متوفى ١١١٠ هـ)
٢٥. بحار الانوار ، ج ١٦ ، ص ٢٨٢ / ج ٥٢ ، ص ١٤٦ : علامه مجلسي^٢ (متوفى ١١١٠ هـ)
٢٦. بحار الانوار ، ج ٦٠ ، ص ٢١٢ : علامه مجلسي^٢ (متوفى ١١١٠ هـ)
٢٧. غررالحكم ، ج ٣ ، ص ٣٠١ / ج ٢ ، ص ٣٨٩ : مرحوم آمدى^٢ (متوفى ٥٨٨ هـ)
٢٨. غررالحكم ، ج ٥ ، ص ٩٩/١٠٢ / ج ٦ ، ص ٢٢١ : مرحوم آمدى^٢ (متوفى ٥٨٨ هـ)
٢٩. بحار الانوار ، ج ٢ ، ص ٢٢٨ / ج ٥٤ ، ص ١٤٨ : علامه مجلسي^٢ (متوفى ١١١٠ هـ)
٣٠. بحار الانوار ، ج ١٨ ، ص ٢١٤ / ج ١١ ، ص ١٢٣ / ٦١ طبع جديد : علامه مجلسي^٢ (متوفى ١١١٠ هـ)
٣١. اصول كافى ، ج ١ ، ص ١٣٥ / ١٣٩ / ١٢١ : مرحوم كليني^٢ (متوفى ٣٢٨ هـ)
٣٢. روضة كافى ، ج ٨ ، ص ٣١ : مرحوم كليني^٢ (متوفى ٣٢٨ هـ)
- (5) نهج البلاغه خطبة ٣/١٦
- (6). اسناد و مدارك خطبة ٣/ ١. كتاب الجمل ، ص ٦٢/٩٢ : شيخ مفيد^٢ (متوفى ٢١٣ هـ)
٢. الفهرست ، ص ٩٢ : نجاشي (متوفى ٢٥٠ هـ)
٣. الفهرست ، ص ٢٢٢ : ابن نديم (متوفى ٢٣٨ هـ)
٤. الانصاف فى الامامة : ابى جعفر ابن قبة رازي (متوفى ٣١٩ هـ)
٥. معانى الاخبار ، ص ٣٢٣ : شيخ صدوق^٢ (متوفى ٣٨٠ هـ)
٦. علل الشرايع ، ص ١٢٢ : شيخ صدوق^٢ (متوفى ٣٨٠ هـ)
٧. العقد الفريد ، ج ٢ : ابن عبد ربه (متوفى ٣٢٨ هـ)
٨. بحار الانوار ، ج ٨ ، ص ١٢٠ (كمپانى ؛ متوفى ١٠٣٤ هـ) : مرحوم مجلسي^٢ (متوفى ١١١٠ هـ)
- ٩ شرح نهج البلاغه : قطب راوندی (متوفى ٥٤٣ هـ)
١٠. المناقب : ابن جوزي (متوفى ٦٥٢ هـ)
١١. الغارات : ابن بلال ثقفى (متوفى ٢٨٣ هـ)
١٢. الفرقة الناجية : قطيفى (متوفى ٩٢٥ هـ)
١٣. ارشاد ، ج ١ ، ص ٢٨٦/٢٨٢ / ١٣٥ : شيخ مفيد^٢ (متوفى ٢١٣ هـ)
١٤. المغنى : قاضى عبدالجبار (متوفى ٢١٥ هـ)
١٥. نثر الدرر : وزير ابو سعيد آبي (متوفى ٢٢٢ هـ)

- ۱۶۔ نزہۃ الادیب : وزیر ابو سعید آبادی (متوفی ۲۲۲ ھ)
- ۱۷۔ الشافی ، ص ۲۰۳ : سیّد مرتضیٰ (متوفی ۲۳۶ ھ)
- ۱۸۔ الامالی : ہلال بن محمد بن الحفار (متوفی ۲۱۷ ھ)
- ۱۹۔ الامالی : شیخ الطائفة طوسیؒ (متوفی ۲۶۰ ھ)
- ۲۰۔ تذکرۃ الخواص ، ص ۱۳۳ : سبط ابن جوزی (متوفی ۶۵۲ ھ)
- ۲۱۔ تحف العقول ، ص ۳۱۳ : ابن شعبہ حرانی (متوفی ۳۸۰ ھ)
- ۲۲۔ شرح الخطبة الشقشقیة : سیّد مرتضیٰ (متوفی ۲۳۶ ھ)
- ۲۳۔ الافصاح فی الامامة ، ص ۱۷ : شیخ مفیدؒ (متوفی ۲۱۳ ھ)
- ۲۴۔ الاحتجاج ، ج ۱، ص ۲۸۱/۱۹۱ : طبرسی (متوفی ۵۸۸ ھ)
- ۲۵۔ المحاسن والادب : علامہ برقی (متوفی ۲۸۰ ھ)
- ۲۶۔ المستقصی ، ج ۱، ص ۳۹۳ : زمخشری (متوفی ۵۳۸ ھ)
- ۲۷۔ مجمع الامثال ، ج ۱، ص ۱۹۷ : میدانی (متوفی ۵۱۸ ھ)
- ۲۸۔ المجلی ، ص ۳۹۳ : ابن ابی جمہور احسائی (متوفی ۹۰۹ ھ)
- ۲۹۔ المواعظ ولزواجہ (کتاب الغدير ، ج ۷، ص ۸۲ سے نقل) : ابن سعید عسکری (متوفی ۲۹۱ ھ)
- ۳۰۔ ابن خشاب کہتا ہے ! خدا کی قسم میں نے اس خطبے کو ان کتابوں میں پڑھا ہے جو سیّد رضی کی پیدائش سے ۲۰۰ سال پہلے تدوین ہوئی ہیں : ماہو نہج البلاغہ ، ص ۹۸ : شہرستانی
- ۳۱۔ کتاب الانصاف : ابن کعبی بلخی (متوفی ۳۱۹ ھ)
- ۳۲۔ الاوائل : ابن ہلال عسکری (متوفی ۳۹۵ ھ)
- ۳۳۔ غرر الحکم ، ج ۳ ، ص ۲۶ : مرحوم آمدی (متوفی ۵۸۸ ھ)
- ۳۴۔ غرر الحکم ، ج ۶ ، ص ۲۵۶/۲۳۲ : مرحوم آمدی (متوفی ۵۸۸ ھ)
- ۳۵۔ رسائل العشر ، ص ۱۲۴ : شیخ طوسیؒ (متوفی ۲۶۰ ھ)
- (۷)۔ خطبہ ۹۲، نہج البلاغہ معجم المفہرس
- (۸)۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علی ۔ خداوند عالم کی طرف سے امامت پر منصوب ہوئے اور اسلامی ممالک سے آئے ہوئے ایک لاکھ بیس ہزار حاجیوں نے غدیر خم کے میدان میں خداوند عالم کے حکم سے اور پیغمبر [ص] کے ابلاغ کے بعد امام کے ساتھ بیعت کی ، لیکن ۲۵ سال بعد ، ان تینوں کی خلافت کے دور میں لوگوں کے سیاسی انحراف اور اقدار میں تغیر کے سبب اس وقت اتمام حجت کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ ” مجھے چھوڑ دو یعنی تم لوگ عدل کی حکومت کا تحمل نہیں کر سکتے۔
- (۹)۔ خطبہ ۹۲ / کے اسناد و مدارک : ۱۔ تاریخ طبری ، ج ۶ ص ۳۰۶ : طبری (متوفی ۳۱۰ ھ)
- ۲۔ النہایۃ (۳۵ ھ کے حوادث سی مربوط) : ابن اثیر (متوفی ۶۰۶ ھ)
- ۳۔ کتاب جمل ، ص ۲۸ : شیخ مفیدؒ (متوفی ۲۱۳ ھ)
- ۴۔ تذکرۃ الخواص ، ص ۵۷ : ابن جوزی (متوفی ۵۶۷ ھ)
- ۵۔ شرح قطب راوندی ، ج ۱ ص ۲۱۸ : ابن راوندی (متوفی ۵۷۳ ھ)
- ۶۔ نسخۂ خطی ۲۹۹ ھ ، ص ۷۳ : مؤلفہ ابن مؤدب ، پانچویں صدی کے عالم دین
- ۷۔ نسخۂ خطی نہج البلاغہ ، ص ۷۰ : مؤلفہ ۲۲۱ ھ

- ٨- تجارب الامم: ج ١ ، ص ٥٠٨ : ابن مسكويه (متوفى ٢٢١ هـ)
- ٩- بحار الانوار ، ج ٣٢ ، ص ٣٥٥- مرحوم مجلسي (متوفى ١١١٠ هـ)
- (10)- اسناد و مدارك خطبة / ٢٤١- البيا ن و التبيين ، ج ١ ، ص ١٤٠ : جاحظ (متوفى ٢٥٥ هـ)
- ٢- البيا ن و التبيين ، ج ٢ ، ص ٦٦ : جاحظ (متوفى ٢٥٥ هـ)
- ٣- عيون الاخبار ، ج ٢ ، ص ٢٣٦ : ابن قتيبة (متوفى ٢٤٦ هـ)
- ٤- اخبار الطوال ، ص ٢١١ : دينوري (متوفى ٢٩٠ هـ)
- ٥- الغارات ، ج ٢ ، ص ٢٥٢/٢٩٢ : ابن بلال ثقفى (متوفى ٢٨٣ هـ)
- ٦- الكامل ، ج ١ ، ص ١٣ : مبرد (متوفى ٢٨٥ هـ)
- ٧- اغا نى ، ج ١٥ ، ص ٢٥ : ابو الفرج اصفهاني (متوفى ٣٥٦ هـ)
- ٨- مقاتل الطالبين ، ص ٢٤ : ابو الفرج اصفهاني (متوفى ٣٥٦ هـ)
- ٩- معانى الاخبار ، ص ٣٠٩ : شيخ صدوق (متوفى ٣٨٠ هـ)
- ١٠- انساب الاشراف ، ج ٢ ص ٢٢٢ : بلاذرى (متوفى ٢٤٩ هـ)
- ١١- مروج الذهب ، ج ٢ ص ٢٠٣ : مسعودى (متوفى ٣٢٦ هـ)
- ١٢- عقد الفريد ، ج ٢ ص ١٦٣ : ابن عبد ربه (متوفى ٣٢٨ هـ)
- ١٣- فروغ كافى ، ج ٥ ص ٢/٦/٥٣/٥٢ : مرحوم كليني (متوفى ٣٢٩ هـ)
- ١٤- دعائم الاسلام ، ج ١ ص ٢٥٥ : قاضى نعمان (متوفى ٣٦٣ هـ)
- ١٥- احتجاج ، ج ١ ص ٢٥١ / ١٤٢ : مرحوم طبرسى (متوفى ٥٨٨ هـ)
- ١٦- تهذيب ، ج ٦ ص ١٢٣ : شيخ طوسى (متوفى ٢٦٠ هـ)